بچوں کی تربیت: بزرگ والدین کا کردار

ڈاکٹر بشریٰ تسنیم

بچوں کی تربیت کے حوالے سے جب بات ہوتی ہے تو عموماً والدین پر آ کر ختم ہو جاتی ہے' جب کہ ان کی تربیت میں دوسرے رشتے داروں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہوتا ہے۔ یہ حصہ یہ رشتہ دار غیر شعوری طور پر ادا کرتے ہیں۔ دادا دادی اور نانا نانی کا اپنا ایک کردار ہوتا ہے۔ انھیں ہم 'بزرگ والدین' کہہ سکتے ہیں۔ یہ تربیت میں اپنے حالات کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ کردار ضرور ادا کرتے ہیں' لیکن اس کی ضرورت ہے کہ یہ کردار شعوری طور پر ادا کیا جائے اور 'بزرگ والدین' اس باب میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں کہ اپنے بچوں کی تربیت اور پرورش کے بعد اب انھیں اپنے بچوں کے بچوں کی بھی تربیت میں حصہ لینا ہے۔

ان بنیادی رشتوں کا کیا کردار ہو؟ موجودہ طرزِ معاشرت اور ترجیحات کی تبدیلی نے ان کا کردار وقت کے ساتھ ساتھ بہت کچھ کمزور کر دیا ہے۔ ان رجحانات کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے 'بزرگ والدین' کا کردار متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اسلامی تہذیب میں یہ رشتے 'شجر سایہ دار' کی حیثیت سے مستحکم و مضبوط مقام رکھتے ہیں۔ اسی مقام کی پاس داری ہمارا مطمح نظر ہے۔ بچے جنت کے پھول' گھر کی رونق اور زندگی میں رعنائیوں کے پیامبر ہوتے ہیں۔ والدین کے لیے ان کے قہقہے' معصوم باتیں' سکون اور اطمینان کا باعث بنتے ہیں' جب کہ دادا دادی' نانا نانی کے لیے ان کا والہانہ تعلق ماضی کی حسین یادوں سے وابستہ رکھنے کا سبب بنتا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اس کے مصداق ’مستقبل کے والدین‘ کہلانے والے ان بچوں کو مناسب تربیت اور توجہ مل جائے تو تعمیرملت کا سامان کر کے نئی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ بصورتِ دیگر یہی بچے‘ خاندان اور ملک وملت کے لیے کلنک کا ٹیکہ بن جاتے ہیں۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے جب فارغ اوقات میں اور بالخصوص شام کے سائے پھیلتے ہی بچے آج کی طرح ٹیلی ویژن‘ کیبل یا انٹرنیٹ سے دل بہلانے کے بجاے دادا دادی‘ نانا نانی کے پاس جمع ہو جاتے اور ان سے پرستان کی پریوں اور کوہ قاف کی حیرت انگیز شہزادیوں کے بارے میں کہانیاں سنا کرتے تھے جن کا اختتام ہمیشہ کسی اخلاقی قدر سے وابستہ ہوتا تھا۔ الف لیلیٰ‘ راجا رانی‘ ٹارزن‘ عمروعیار‘ حاتم طائی کی کہانیاں بچوں کو کچھ نہ کچھ سبق دے کر ہی ختم ہوتیں۔ اسی طرح تاریخِ اسلام کے سچے واقعات‘ صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم کی روشن مثالیں دے کر بچوں کو نیک اور صالح فطرت سے قریب تر رکھا جاتا۔ غرض‘ ہر گھر میں اپنی علمی استعداد کے مطابق اور ماحول کے پیش نظر بچوں سے ذہنی‘ قلبی اور جسمانی قرب وتعلق بزرگوں کے ساتھ قائم رہتا تھا۔ دین دار گھرانوں میں نماز‘ چھوٹی سورتیں‘ دعائیں یاد کروانا انھی ’بزرگ والدین‘ کا کام ہوتا تھا۔ لیکن آج یہ سب کچھ ایک خواب بن چکا ہے۔ غربت‘ جہالت‘ بے شمار مصروفیات اور مشینی زندگی نے ہماری معاشرتی اور سماجی زندگی کے حُسن کو گہنا دیا ہے۔ ’بزرگ والدین‘ کی حکیمانہ باتیں اور دادی‘ نانی کی لوریاں پس پردہ چلی گئی ہیں۔ ٹی وی‘ انٹرنیٹ اور کیبل کی آمد نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔

’بزرگ والدین‘ تنہائی کا شکار ہیں۔ معمولاتِ زندگی سے عملی طور پر معطل ہوجانے کا احساس ان کو نفسیاتی وجسمانی عوارض میں مبتلا کر رہا ہے۔ بچوں کے والدین دن بھر گھر سے باہر رہنے کے بعد تھکے ہارے گھروں کو لوٹتے ہیں تو وہ بھی انٹرنیٹ اور کیبل میں راحت کا سامان تلاش کرتے ہیں‘ یا پھر دیگر سرگرمیاں یا ذمہ داریاں ان کو گھریلو ماحول سے دُور رکھتی ہیں۔ بچوں پہ ہوم ورک‘ ٹیوشن‘ نصابی کتب کا بوجھ اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ وہ گھر کے افراد میں مل جل کر بیٹھنے اور کچھ کہنے سننے کی حسرت دل میں لیے سو جاتے ہیں اور موجودہ دور کا المیہ ایک تلخ حقیقت بن کر سامنے آ رہا ہے کہ والدین اور اولاد میں خلیج تیزی سے وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ (اس میں والدین کا

بزرگ والدین‘ کے ساتھ اور بچوں کا اپنے والدین کے ساتھ) ترجیحات کے تعین‘ حالات و ماحول اور ذمہ داریوں کے بوجھ کو دیکھا جائے تو والدین کی حالت قابلِ رحم نظر آنے لگتی ہے (قطع نظر اس کے کہ یہ سب کچھ ان کا خودساختہ ہے یا یہ حقیقت میں ذمہ داریوں کا بوجھ ہے)۔ بہرحال ان حالات میں اپنی معاشرتی اور سماجی زندگی کے رکھ رکھاؤ اور اخلاقی اقدار کی عمارت کو قائم رکھنا ہی ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

’بزرگ والدین‘ (دادا دادی‘ نانا نانی) بننے سے پہلے ایک اہم مرحلہ اور بنیادی رشتہ ’قانونی والدین‘ (ساس‘ سسر) کا ہے۔ قانون ایسی پابندی ہے جسے انسان سزا یا نقصان کے خوف سے نبھاتا ہے یا پھر محبت سے (محبت سے اُسی صورت میں‘ جب کہ انسان کو ہر پہلو سے اُس میں مفاد اور خیر نظر آتا ہو)۔ قانونی رشتے بھی اسی اصول کے تحت جڑے رہتے ہیں ورنہ وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ قانونی (in-law) رشتے کا مغربی تصور انسانوں کو دلی محبت‘ لگاؤ‘ سمجھوتہ اور ایثار کرنے میں مانع ہے۔ بہت سے الفاظ‘ بہت سے معاملات‘ رشتوں کی چاشنی کا حقیقی حسن غارت کر دیتے ہیں۔ اُردو زبان ان معاملات میں بہت خوب صورت پہلو رکھتی ہے۔ جہاں Grand‘ Uncle‘ Ant جیسے نامکمل اور بے اثر رشتوں کے بجائے ہر رشتے کی مکمل شخصیت کا ادراک‘ فہم اور قدر و منزلت کا بھرپور اظہار موجود ہے: دادا‘ دادی‘ نانا نانی‘ تایا‘ چچا‘ پھوپھی‘ خالہ‘ ماموں۔ پھر اُس کے ساتھ منجھلے‘ چھوٹے‘ بڑے کا سابقہ لاحقہ رشتے کو مزید پُرتاثیر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح سسرالی رشتوں کا تشخص دو خاندانوں کے باہم تعلقات کو نکھار دیتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ط (الفرقان ۲۵:۵۴)

اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا‘ پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے۔

معاشرے میں سسرال (ساس‘ سسر) کے درجے کو پہنچ جانا‘ خصوصاً کسی لڑکی کا ساس بننا ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ یہ ایک ایسے دور کا آغاز ہے جہاں نفسیات بدل جاتی ہیں‘ توقعات بڑھ جاتی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں انسانوں کے اصل روپ‘ اس کی انصاف پسندی‘ باطنی رویے

اور اعلیٰ ظرفی کی پہچان ہوتی ہے۔ کسی لڑکی کے سسرال خصوصاً ساس نندوں کا کردار ہی یہ حقیقت متعین کرتا ہے کہ وہ بہو یا بھابی کے ساتھ کس قسم کا سلوک و رویہ رکھ کر اور اُسے کون سا مقام دے کر اپنی آیندہ نسل سے کس قسم کے تعلق کو پروان چڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ کھیتی جہاں سے اپنی فصل حاصل کرنا ہے اس کے ساتھ جذباتی، معاشرتی، سماجی، معاشی روابط کیسے ہیں؟ کیا کچھ لینے کی توقعات وابستہ ہیں اور دینے کے لیے بھی کچھ اخلاقی اقدار مدنظر ہیں یا نہیں؟ گھر کی بہو کو جو ماحول میسر ہے جن خوش گوار یا تلخ حالات کا وہ سامنا کرتی ہے اور جن مختلف طبیعتوں سے اُسے نباہ کرنا پڑتا ہے اور جتنی عزتِ نفس کے ساتھ وہ اپنے بچے کی آبیاری کرتی ہے، بچہ ان سب اثرات کو لے کر دنیا میں آتا ہے۔ غرض بہو کو جو عزت، محبت، شفقت ملنی چاہیے وہ نہ دی جائے تو یہ رویہ اپنی آیندہ نسل پہ سراسر ظلم کرنا ہے۔ یہی وہ شجر ہے جس کی کوکھ سے نام و نسب وابستہ ہے۔ لڑکی کے والدین اور اس کے رشتہ داروں کی ہتک، تحقیر اور انھیں کم تر جاننے کا ہندوانہ احساس قابلِ گرفت ہے۔

اسی طرح ہمارے معاشرے میں 'داماد' تکبر، نخوت، ناز برداریاں اٹھوانے والا، بیوی کے پیارے رشتوں کو پامال کرنے (الا ماشاءاللہ) والی عجیب و غریب شخصیت ہوتی ہے۔ داماد کی حد درجہ اہمیت اور بہو کے بنیادی حقوق کی پامالی، یہ افراط و تفریط ہمارے معاشرے میں بہت سے مسائل کی جڑ ہے جس نے بے شمار گھرانوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

مشترک خاندانی نظام ہو تو بیٹوں کی اولاد کے ساتھ روابط کا سلسلہ پہلے روز سے ہی براہِ راست شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شہر میں مگر علیحدہ گھر میں رہنے والی اولاد —— دوسرے شہر میں مکین یا پھر بیرون ملک مقیم اولاد کے ساتھ 'بزرگ والدین' اپنا تعلق اور ذمہ داریاں کیسے نبھائیں، یہ ہمارا اصل موضوع ہے۔

اولاد کہیں بھی مقیم ہو، دُور، بہت دُور یا نزدیک بہرحال دل کے پاس ہمیشہ رہتی ہے اور رہنی بھی چاہیے۔ مگر محبت کا جب تک اظہار نہ ہو وہ ایک ایسی شے ہے جو ملفوف ہو۔ حجم اور قیمت میں کتنی ہی زیادہ ہو جب تک ظاہر نہ ہو، کسی کام کی نہیں۔ محبت کو چھپائے رکھنا اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے ساتھ ظلم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اظہار محبت کی تلقین کی ہے۔ لیکن آج کے مشینی دور

میں، والدین اپنے بچوں کو بھرپور شفقت و محبت نہیں دے پاتے۔ دادا دادی اور نانا نانی کے پاس یہ فرصت کتنی مفید ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جس انداز سے محبت نہ دے سکے اب وہ اس کمی کو اپنے بچوں کی اولاد کے ساتھ پوری کر سکتے ہیں۔

تربیت کے مختلف اسلوب

محبت کے اظہار کے لیے آپ اپنی صوابدید (حالات، صحت، ماحول، فاصلے) کے مطابق تدابیر متعین کر سکتے ہیں اور تعلق بڑھا سکتے ہیں۔

○ **براہِ راست تعلق:** اظہارِ محبت اور شفقت کے لیے براہ راست تعلق کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں: اسکول لانا اور لے جانا، ہوم ورک میں تھوڑی بہت مدد، بچوں کے دوستوں سے دل چسپی، اسکول کے معمولات پہ خوش دلی سے بات چیت، شام کو ہلکی پھلکی تفریح، ہفتہ وار مجلس کارکردگی پہ انعام (چاہے معمولی ہی ہو)، بچوں کی باتوں کو توجہ سے سننا، حوصلہ افزائی، شاباشی دینا ___ محبت و شفقت کی بنیاد ہیں۔

دوسرے شہر میں رہنے والے بچوں کے ساتھ فون کے ذریعے بات کرنا، کوئی دلچسپ بات جو بچے کو یاد رہے، گاہے بگاہے ان کو خطوط، ای میل، تصاویر بھیجنا، اور اُن سے خصوصی طور پر خط اپنے ہاتھ کی ڈرائنگ، تصویر کا تقاضا کرنا، باہم دلوں کو قریب رکھنے کا باعث بنے گا۔ بچوں کے ارسال کردہ خطوط اور اشیا کو امانت سمجھ کر محفوظ رکھیں گے تو بڑے ہونے پر یہی چیزیں لازوال اور سچّی خوشی کا باعث بنیں گی۔

○ **تحفے تحائف دینا:** یہ ایک عظیم الشان عمل ہے جس سے محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ اگر بچے کو لازمی ضرورت کی چیز خرید کر تحفہ میں دی جائے تو سونے پہ سہاگہ ہے، خصوصاً وہ چیز جو بچے کے والدین خرید کر دینے کی استعداد نہ رکھتے ہوں۔ بچوں کے ہاتھ میں رقم دینے کے بجائے اسکول/کالج کی لازمی ضرورت کی چیز خرید کر دینا ان کے اور ان کے والدین کے دلوں میں قدر و منزلت بڑھا دے گی۔

○ **مشاغل میں دل چسپی:** بچوں کے ساتھ مل کر کچھ تخلیقات عمل میں لائی جائیں۔

اگر آپ ترنم کے ساتھ گا سکتے ہوں، دستکاری، سلائی یا لکڑی کا کوئی ہنر جانتے ہوں تو اپنے ان پیارے بچوں کو ایسے مشاغل سے روشناس کرائیے۔ اس طرح کے مشاغل میں بچوں کو شریک کرنے سے ان کی شخصیت پر بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شخصیت کی تعمیر میں آپ کا یہ ہنر یادگار حیثیت اختیار کر جائے گا۔ قریب رہنے والے، بیرون شہر یا بیرونِ ملک رہنے والے بچوں سے جب بھی رابطہ ہو، ان کے ساتھ ہر ملاقات کو یادگار بنانے کا خصوصی پلان ہونا چاہیے۔ ہفتہ وار، ماہانہ، ششماہی یا سالانہ، جب بھی ملاقات ہو، بزرگ والدین کا نقش بچے اپنی عمر کے ساتھ ساتھ مضبوط تر اور حسین تر اور یادگار بناتے جائیں۔

○ **ذوق مطالعہ کی حوصلہ افزائی:** بچوں کو پڑھ کر سنانا ایک انتہائی دل چسپ عمل ہے۔ اپنے بچپن کی کتابیں ان کو پڑھنے کے لیے دی جائیں یا ان کے والدین کے بچپن میں زیرِ استعمال رہنے والی کتابوں کو مل کر پڑھنے پڑھانے میں خاص مزہ ہے۔ بچوں کو بھی پڑھنے کی تلقین کی جائے۔ اس سے تلفظ، روانی عبارت، لہجہ اور تقریر کی مشق ہوگی۔

○ **ماضی کی یادیں اور تجربات:** بچوں کو اپنے ماضی کی دل چسپ کہانیاں اور واقعات سنائیں، اپنے محلے اور شہر کے خاص کرداروں کا اور ماحول کا تذکرہ کریں۔ دور رہنے والے بچوں کو اپنی آواز میں کہانی، نظم، باہم بچوں کی مجلس، بات چیت کو ریکارڈ کر کے بھیجا جائے یا ویڈیو فلم بنالی جائے۔ اپنے بچپن اور جوانی کے تجربات کی روشنی میں بچوں کی عمر کے مطابق گفت و شنید کی جائے۔ اپنی ناکامیوں اور نقصانات کو واضح کریں کہ ان کی کیا وجوہات تھیں۔ بچوں سے سوال کیا جائے کہ اگر ان کے ساتھ ایسا ہوتا تو وہ کیا کرتے؟ بچوں کی ذہنی استعداد جاننے کا یہ بہترین ذریعہ ہے اور ان کی رہنمائی کرنے کا بھی۔

○ **شخصیت کی تعمیر:** جب بھی موقع ملے بچوں کی عمر اور ذہنی استعداد کے مطابق ان کے ساتھ کھیلا جائے۔ ان کے بنائے ہوئے گھروں میں مہمان بن کر جایا جائے۔ فٹ بال، لوڈو، کیرم اور اندرون خانہ کھیلوں میں شریک ہوا جائے۔ بچوں میں ہار جیت کا صحیح تصور پیدا کیا جائے اور اعلیٰ ظرفی اور دوسروں کی کامیابی پہ خوش ہونے کی تربیت کی جائے۔

بچے ننھے ہوں یا نوجوان، ان کو بولنے اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا پورا موقع دیا

جائے۔ انہماک اور توجہ سے بات سننا' بچے کی شخصیت پہ مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچوں میں یہ ظرف اور حوصلہ پیدا کیا جائے کہ جب ایک بچہ بات سنا رہا ہو تو دوسرا بچہ اس میں مخل نہ ہو۔

ہر عمر کے بچوں کے ذاتی رجحانات آپ کے علم میں ہونے چاہییں۔ ہر بچہ آپ کو اپنا رازداں ساتھی سمجھے۔ یقین کیجیے اگر آپ اپنے ان معصوم بچوں کے رازداں ساتھی بن گئے' ان کے ننھے منے دکھ اور سکھ آپ کے دل میں ارتعاش اور ولولہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو یہ پھول مرجھانے سے بچ جائیں گے۔

اپنے بیٹے اور بیٹی کے بچوں سے دلی محبت پیدا کرنے کا ایک کارگر نسخہ یہ ہے کہ ان کے والدین کو اچھے الفاظ سے یاد کریں۔ یہ نہ ہو کہ بچے کو اپنے دکھوں کی داستان (اپنی اولاد کی نافرمانیوں کے قصے) سنانے لگیں۔ ننھے بچوں کے دل میں ان کے والدین کی عزت و توقیر بڑھانا آپ کے لیے ہی نافع ہے۔ خصوصاً بہو اور داماد کے بارے میں۔

بچوں کو ترجیحات کے تعین کا احساس دلانا ایک اہم فریضہ ہے' یعنی کس وقت کون سا کام اہم ہے' کون سا بچہ کس عمر میں ہے' اُس کے لیے کیا اہم ہے۔ اس ضمن میں نماز' قرآن' اسلامی لٹریچر کی طرف توجہ دلانا' ان کی نگرانی کرنا' بچوں میں باہم مسابقت کرانا اور انعام دینا جیسے امور اہم ہیں۔ پیار و محبت سے تعلیمی مدارج اور کارکردگی کے بارے میں پوچھنا' مشکل میں آسانی تلاش کر کے دینا' بچوں کے تعلیمی رجحانات کا اور دیگر مشاغل کا بنظر غائر جائزہ لینا اور ان کے والدین کے ساتھ گفت و شنید کرنا اور مسائل کا حل تلاش کرنا' ترجیحات کے تعین میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

○ **گھریلو امور میں دل چسپی لینا:** اگر والدین اور بچوں میں کوئی تنازعہ ہو جائے' (تعلیم' روزگار یا شادی کے معاملے میں) تو غیر جانب داری سے حالات کا جائزہ لینا اور بچے کے مؤقف کو ٹھنڈے دل سے سننا اور والدین اور بچوں کے درمیان مفاہمت کی راہ تلاش کر کے دینا 'بزرگ والدین' کا فرض ہے۔

○ **بچیوں سے خصوصی لگاؤ:** لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور ان کو شائستگی اور رکھ رکھاؤ سکھانا خصوصی توجہ چاہتا ہے۔ بچیوں کے رجحانات کا ان کی عمر کے مطابق خیال رکھا جانا

چاہیے۔ بچیوں کی جذباتی عمر ایک مضبوط، بااعتماد شخصیت کا سہارا چاہتی ہے۔ لڑکیاں قاہرانہ نظر سے زیادہ محبّت و شفقت اور رحمت کی نظر کی طلب گار ہوتی ہیں۔ بزرگوں کا دستِ شفقت ان کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔

چند احتیاطیں

کچھ معاملات اور باتیں ایسی بھی ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہیے۔

○ **کھلانے پلانے میں بے اعتدالی:** 'بزرگ والدین' کو اپنے بچوں کی نسبت ان کے بچوں کو کھلانے پلانے، ہر وقت کچھ نہ کچھ دینے میں لطف آتا ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ معاملہ خرابی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ بچوں کو ان کی عادتیں خراب کرنے میں آپ کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ قریب رہنے والے بچے اور دُور رہنے والے بچوں میں یہ فرق بھی ہوتا ہے کہ قریب رہنے والے بچوں کی عادات، مزاج، گھریلو ماحول اور روز مرہ کے اُتار چڑھاؤ سے آپ واقف ہوتے ہیں۔ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کے والدین خصوصاً والدہ نے ان کے کھانے پینے کا جو معمول بنایا ہے اس میں خلل واقع نہ ہو۔ ماں سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا کہ بچے کو کس وقت، کتنا اور کیا کھانے کو دیا جائے۔ ضروری نہیں کہ جو چیزیں آپ اپنے بچپن میں کھاتے تھے یا اپنے بچوں کو بے دریغ کھلاتے تھے، ان کے لیے بھی مناسب ہوں۔

○ **والدین کو بے وقعت کرنا:** بچوں کے قلب و نظر میں ان کے والدین کو بے وقعت کرنا ایک اخلاقی گراوٹ ہے۔ خصوصاً بہو یا داماد کے بارے میں منفی طرزِ عمل اختیار کرنا، ان کی گستاخیوں یا نافرمانیوں کو بچوں کے سامنے زیرِ بحث لانا، یا بچوں کے ذریعے اپنی کسی حق تلفی یا رنجش کا انتقام لینا، اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مارنا ہے۔ بچے ایسے لوگوں کی ہرگز قدر نہیں کرتے جو ان کے والدین کے بارے میں منفی سوچ رکھتے ہوں۔ بہو اور داماد کا آپ سے 'صہر' کا رشتہ ہے مگر ان کے حوالے سے بچوں کے ساتھ آپ کا 'نسب' کا رشتہ ہے۔ اپنے نسب کے بارے میں حد درجہ حساس اور محتاط رویہ اسی صورت ممکن ہے جب آپ ان کے والدین کو عزت و توقیر سے نوازیں گے۔

○ **رویے میں فرق:** گھروں میں جہاں ایک سے زیادہ بیٹے بیٹیاں موجود ہوتے ہیں،

ان کے بچوں کے ساتھ بڑوں کا رویہ بھی قابلِ غور ہے۔ جس بیٹے سے ماں باپ خوش ہیں، اس کی بیوی بھی پیاری لگتی ہے، اور اسی لحاظ سے اُس کے بچے بھی دادا دادی کے دُلارے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بہت سی بہوؤں میں سے کسی سے کسی خاص رشتہ داری یا نسبت یا کوئی اور وجہ بہوؤں کے درمیان تفریق کا باعث بنتی ہے، اور پھر بچے بھی خواہ مخواہ خاندانی سیاست کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ رویہ بھی غیر مناسب ہے۔ ساس سسر (خصوصاً ساس کو) گھریلو معاملات میں عقل و دانش کا ثبوت دینا چاہیے۔ اسی طرح دامادوں کے ساتھ یا نواسے نواسیوں کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ لگاؤ اور محبت اپنی جگہ، مگر معاملات مبنی بر عدل اور یکساں ہونے چاہییں۔

○ **بے جا طرف داری:** ایک اہم معاملہ جو عموماً گھروں میں بے چینی کا باعث بنتا ہے، بیٹی کی اولاد کے سامنے بیٹوں کی اولاد یا اس کے مخالف معاملے میں ترجیح اور افراط و تفریط ہے۔ ماموں، پھوپھی یا چچا، تایا کے بچوں میں دُوری، منافرت، بلاوجہ مسابقت، 'شریکے' کا احساس پیدا کرنا بزرگوں کے طرزِ عمل کا شاخسانہ ہوسکتا ہے۔ کسی ایک داماد یا بہو کی بے جا حمایت، طرف داری بچوں پر بھی برے اثرات ڈالتی ہے۔

○ **توہین آمیز رویہ:** عموماً دادی کی طرف سے اس طرح کے جملے 'میرا بیٹا تو بہت اچھا تھا، جب سے تمھاری ماں آئی ہے.....' سن کر بچے ہرگز اپنی دادی سے الفت محسوس نہیں کرسکتے۔ ان سے لازماً اجتناب کیا جائے۔

○ **اپنی رائے پر اصرار اور ضد:** اگر بچوں کی تربیت کے معاملے میں 'بزرگ والدین' کی رائے بچوں کے والدین سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو بزرگوں کو زیادہ اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اختلاف کی صورت میں والدین کی خواہشات کے پیش نظر اپنی رائے سے دست بردار ہوجانا چاہیے، تاہم اولاد کو بھی ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواہ مخواہ اور بے جا ضد نہ کرنی چاہیے اور درست بات کو تسلیم کرنا چاہیے۔ بعض اوقات بچے کا نام رکھنے سے لے کر جو مخالفت شروع ہوتی ہے تو بچوں کے رشتے کرنے تک برقرار رہتی ہے۔ بچوں کے معاملات میں فیصلہ اور حتمی رائے بہرحال اُن کے والدین کا حق ہے۔

بعض 'بزرگ والدین' رشتوں ناطوں کے معاملے میں ایسا رویہ بنا لیتے ہیں جس سے اپنی

اولاد اور بچوں کو باغی تو بنایا جا سکتا ہے' اپنا حامی نہیں۔ یہ طرزِ عمل سخت نقصان دہ غیر شرعی اور قابلِ گرفت ہے۔ رشتے ناطے کرنے کی ذمہ داری بہرحال اپنے والدین کی ہی ہوتی ہے۔ اپنی رائے دینا' اپنے تجربات اور دلائل کی بنا پر کچھ اصرار کرنا آپ کا حق ہے مگر جبر کرنا' ضد سے اپنی اہمیت کو کیش کرانا' بچوں کی شادیوں میں رخنے ڈالنا' خوشی سے شریک نہ ہونا' دل میں رنجش رکھنا' قطع تعلق کرلینا یا دھمکی دینا سخت معیوب ہے اور 'بزرگ والدین' کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہے۔

○ **منفی طرزِ عمل** : اگر آپ نے بچوں کے دلوں میں اپنی اہمیت اُجاگر کرنے کے لیے کوئی ایسا قدم اٹھایا کہ جس کام سے بچے کے والدین منع کرتے ہوں اور آپ نے چوری چھپے اُس کو موقع دیا' مدد کی' پھر چھپانے کے طریقے بتائے تو آپ نے اپنی نظروں میں بھی اور بچوں کی نظروں میں بھی خود کو گرا لیا۔ یہ طرزِ عمل جتنا بچوں کے لیے نقصان دہ ہے اُس سے کہیں زیادہ آپ کی شخصیت کے لیے باعث وبال ہے۔ ہاں' یہ امر قابلِ تعریف ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اُس کام میں مدد دیں' تعاون کریں جس کو بچے کے والدین مشکل سمجھ کر اُن کو کرنے نہیں دیتے اور آپ اُس کو اپنے تجربے سے کروا لیتے ہیں۔ بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے آپ کیا کیا چھوٹے بڑے کام کر سکتے ہیں' اس پہ غور کیا کیجیے۔

○ **بچوں کو مشتعل کرنا**: بچوں کو ہر وقت دوسروں کے سامنے نظمیں' تقریریں وغیرہ سنانے پہ مجبور نہ کریں۔ بچے کی ذہنی اور قلبی کیفیت ہر وقت ایک جیسی نہیں ہوسکتی۔ ہر ملاقات پر ان کو کتابیں سنانے یا ان کو پڑھنے پر مجبور کرنا دل میں تنگی اور انقباض پیدا کرتا ہے۔ ہر وقت ہر کام' ہر کھیل' ہر واقعہ' کہانی' لطیفہ یا ایک ہی جیسا طرزِ عمل (ہر بچے کے ساتھ) مناسب نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو بچوں سے قلبی تعلق پیدا کرنا ہے تو جبر سے یہ کام نہیں ہوتا۔ یہ پورے صبر و ثبات کا متقاضی ہے۔ بچوں کو بلاوجہ قابو میں لانے کی کوشش کرنا ان کو مشتعل کرنا ہے۔

○ **بچوں میں امتیاز برتنا** : اپنے پوتے پوتیوں' نواسے نواسیوں میں کسی ایک سے کبھی ایسی بات نہ کیا کیجیے کہ 'یہ تو سب سے ہوشیار ہے' ذہین ہے' یہ میرا فرماں بردار ہے' یہ تو اپنے باپ کی طرح فرماں بردار ہے اور یہ اپنے باپ یا ماں کی طرح ہمیشہ سے ضدی اور گستاخ ہے'۔ اپنے ان بچوں کی کامیابیوں پہ یکساں خوشی کا اظہار کیجیے۔ اپنی کسی بیٹی یا بیٹے کی حد درجہ محبت میں آکر ان کے

بچوں کے ساتھ ہمیشہ نرم رویہ رکھنا اور کسی دوسری اولاد کے بچوں کے ساتھ معاندانہ رویہ' ان کی کامیابیوں اور خوشیوں میں دل کے پورے افراح کے ساتھ شریک نہ ہونا سخت ناانصافی ہے۔ یقین کیجیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس رعیت کے بارے میں سوال کرنا ہے۔ جذبات' احساسات' خوشی' غمی اور مالی و اخلاقی طور پر سب کے ساتھ انصاف کرنا آپ کے اجر و ثواب کو قائم رکھے گا۔ کسی بچے کو خوب بڑھانا اور کسی کی اہمیت کو گھٹانا اپنے خاندان کی دیواروں میں شگاف ڈالنے کے مترادف ہے۔ اپنے دل کے میلان یا دوسروں کی طرف سے اُکسانے پہ بچوں کی صلاحیتوں کو گھٹانا بڑھانا اپنی عزت و توقیر کم کرنے کے مترادف ہے۔ باہم بچوں میں رقیبانہ اور حاسدانہ جذبات پیدا کرنا ایک بہت بڑا اخلاقی عیب ہے۔

○ **بے جا خود نمائی**: اپنی جوانی کی غیراخلاقی سرگرمیوں کو فخر سے بچوں کو بتانا حد درجہ حماقت ہے' یا پھر اپنے کارناموں کو نمک مرچ لگا کر پیش کرنا کہ بچے جان جائیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ بچہ فطرت کے قریب ہوتا ہے۔ وہ سچ اور جھوٹ کا ادراک کر لیتا ہے اگرچہ اُس کو اس کے اظہار کا طریقہ نہ آتا ہو۔ ہر بات میں اپنی تعریف کرنا' اپنے گن گانا' ہر وقت دوسروں پہ خود کو ترجیح دینا' شیخی بگھارنا' درحقیقت اپنی کمزور شخصیت کا اظہار ہے۔

○ **ننھیال ددھیال کا فرق رکھنا**: لڑکوں کو لڑکیوں پہ ترجیح دینا' یا ننھیال/ ددھیال والوں کی برائیاں کرنا' یا بچوں کا ننھیال/ ددھیال والوں سے قلبی تعلّق برداشت نہ کرنا' لڑکیوں کی پے در پے پیدایش سے دل تنگ ہونا اور ان کے مقابلے میں لڑکے کی آؤ بھگت کرنا' لڑکیوں کے والد کو بے چارہ' بوجھ کے تلے دبا ہوا جیسے احساسات دلانا' ایک طرح کا گناہ میں ملوث ہونا ہے۔ لڑکیوں کی پیدایش پہ انقباض محسوس کرنے والوں کی مذمت قرآن پاک میں کی گئی ہے۔

○ **خواہ مخواہ کا رعب ڈالنا**: بزرگوں کو اپنی بزرگی اور مقام و مرتبے کا احساس دلانے کے لیے رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ سلام کروانے کے لیے بچوں پہ سختی کرنا کوئی اعلیٰ اخلاق کی مثال نہیں۔ اعلیٰ اخلاق تو یہ ہے کہ آپ خود بڑھ کر بچوں کو سلام کریں' محبت سے' پیار سے' اور یہی سنت رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بچے آپ کو وہی کچھ لوٹائیں گے جو آپ ان کو پہلے عطا کریں گے۔

حضورؐ کا بچوں سے طرزِ عمل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اسوۂ کامل ہیں' ہمیشہ اسے پیش نظر رکھیے۔

بچوں کے حوالے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِعمل انتہائی مشفقانہ تھا۔ سیرت رسولؐ کے مطالعے سے یہ بات روشن ہوکر ہمارے سامنے آتی ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبّت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی عزت وتوقیر کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔ ان کی عزت نفس کو پوری اہمیت دیتے تھے۔ ان کے جذبات واحساسات کو پامال نہیں کرتے تھے۔

بحیثیتِ والد' اور نانا کے آپؐ کا طرزِعمل ہمارے لیے روشن مثال ہے۔ اپنے دوست احباب کے چھوٹے ننھے بچے' راستہ چلتے ہوئے' اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ آئی ہوئی ان کی اولاد' دُور ونزدیک کے قرابت دار بچے' اجنبی بچے' غرض بچوں سے حضورؐ کی محبت ایسی تھی گویا کہ ان کی اپنی اولاد ہو۔ بچوں کو گود میں بٹھاتے' کندھے پہ سوار کرتے' نماز میں بچوں کو اٹھا لیتے' منہ چومتے' غمگین بچوں کا دل بہلاتے' بچوں کو تحفہ دیتے' غرض اپنی دلی محبّت کا اظہار ہر ممکن طریقے سے کرتے' اور ساتھ ہی تعلیم وتربیت میں بھی کوئی کمی نہ آنے دیتے۔ بے تکلفی سے باتیں کرتے اور ان کی سنتے تھے۔ حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں ایک گھر ہے جسے 'دارالفرح' (خوشیوں کا گھر) کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش رکھتے ہیں۔ (کنزالعمال)

اس دور میں جب کہ ہر مسلمان غفلت و بے ہوشی کے عالم میں زندگی گزار رہا ہے۔ نابالغ بچوں کی شخصیت ایسی ہے جس کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ نہیں ہیں۔ جب تک بچہ نابالغ ہوتا ہے' معصوم ہوتا ہے۔ ان سے اس احساس کے ساتھ ہی رحمت و شفقت کی جائے تو یقیناً ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے قرب کا احساس بیدار ہوجائے گا۔ ایک بڑے سے بڑے دین دار آدمی سے بہرحال ایک معصوم بچہ اللہ کی نظر میں زیادہ پیارا ہے۔

بچوں کو خوش رکھنے کے بے شمار طریقے ہیں۔ ہر فرد اپنی استعداد واستطاعت کے مطابق اُن کو خوش رکھ سکتا ہے اور اپنی آیندہ نسل کے دلوں میں اپنی محبت کے نقوش جاگزیں کرکے اپنی عاقبت کا سامان کرسکتا ہے اور اپنے لیے صدقہ جاریہ کا اہتمام کرسکتا ہے۔

دعا ایک لازمی امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں دعا سکھائی:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (۲۵:۷۴) اے ہمارے رب، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔

اس دعا میں 'متقین کا امام' بننے کی خصوصی درخواست سکھائی گئی، یعنی وہ نسل جو ہم پیچھے چھوڑ کر جارہے ہیں۔ وہ 'متقین' میں سے ہو ___ اور ہم بحیثیت 'راعی' کے رعیت چھوڑ کر جارہے ہیں۔

بچوں کو اس بات کا احساس دلانا چاہیے اور ان کی عادت بنانی چاہیے کہ وہ اپنے بزرگوں کے لیے ہمیشہ دعاگو رہیں، نیز فوت شدہ بزرگوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔ ان کی نیکیوں کو یاد کرنا، کروانا اور دعا کرنا ایک اہم نکتہ ہے۔

ہمارے ہاں والدین کے حوالے سے تو بہت لٹریچر موجود ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے حوالے سے اپنا فریضہ کس طرح ادا کریں، لیکن غور کا مقام یہ ہے کہ خاندان میں 'بزرگ والدین' کا کردار وقت کے ساتھ ساتھ کس طرح مضبوط و مستحکم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے 'بیاج' کو خسارے سے بچاسکیں۔ ایک جوڑے کی اولاد کا دائرہ وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کل تک جو صرف ماں باپ تھے، دادا دادی اور نانا نانی بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زندگی دیتا ہے تو ان کے سہرے کے پھول بھی کھلتے دیکھتے ہیں۔ اس طرح نئے خاندان بھی وسیع تر خاندان بن جاتے ہیں۔ بزرگ والدین کے مؤثر کردار اور خاندان کے استحکام کے پیشِ نظر ہی یہ تحریر لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کے ہر والدین کو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین ، ایجنٹ حضرات اور مشتہرین کے لیے اطلاع

عبدالکریم صاحب کو مدیر انتظامی کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔
انتظامی امور کی دیکھ بھال جناب اطہر سعید کریں گے۔

مسلم سجاد
نائب مدیر

اقراء تسہیل القرآن

30 پاروں میں مکمل قرآن
ہدیہ فی پارہ -/30 روپے

اِنَّآ	اَعْطَيْنٰكَ	الْكَوْثَرَ ﴿١﴾	فَصَلِّ	لِرَبِّكَ	وَانْحَرْ ﴿٢﴾	اِنَّ
اِن نَا۔	اَ ع طَ ی نا کَ	کو ثر ❖	فَ صَل لِ	لِ رَب بِ کَ	وَ ن حَر	اِ ن نَ

(اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔

	شَانِئَكَ	هُوَ	الْاَبْتَرُ ﴿٣﴾	
	شا نِ ءَ کَ	ہُ وَل	اَ ب تر ❖	

کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔

وہ حضرات جن کا عربی تلفظ درست نہیں ان کے لئے اقراء تسہیل القرآن بہترین رہنمائی اور تعلیم و تفہیم کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے آپ جوان ہیں یا بوڑھے، مرد ہیں یا عورت قرآن کی تعلیم حاصل کیجیے۔ ہمارا مشن قرآن کی خدمت ہے۔ قرآن فہمی سے متعلقہ دیگر تحقیقی کام جاری ہے۔ اشاعت قرآن، تعلیم قرآن اور تفہیم قرآن: ہمارا نصب العین ہے۔ قرآن پڑھیئے، سمجھیے، عمل کیجیے اور خود کو اُس آگ سے بچایئے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

ملنے کا پتہ۔ اقراء بک سیلرز رسول پلازہ چوک کوتوالی فیصل آباد فون: 041-2626250
الفیصل ناشران وتاجران کتب اُردو بازار لاہور فون: 042-7230777

جدید معجزہ قرآن پاک

یہ عظیم الشان کام خطاط کے سحر انگیز فن میں نہ تھا، جب تک اللہ ہی نے اُس کی انگلیوں میں روشنی نہ پیدا کر دی۔

اس نے قرآن مجید کی خطاطی اللہ کی دی ہوئی روشنی میں کی، تو خود بخود ہر سطر کا آغاز ''الف'' سے ہوتا گیا، اور یوں اس میں مصحف مبارک کا نام القرآن (الفی) مشہور ہو گیا۔

- ہر سطر کا پہلا حرف ''الف''
- تلاوت میں آسانیاں پیدا کرنے والا مصحف۔
- حفاظ اور عاشقانِ قرآن کے لئے تحفہ خاص
- ہر گھر کی بابرکت زینت اور رُوحانی ضرورت۔
- درآمدی خصوصی آرٹ پیپر پر رنگا رنگ آرائشی طباعت۔
- قرآن پاک (ورقی)۔ ایک ورق پر ایک پارہ یعنی 30 اوراق پر مکمل قرآن پاک
ہدیہ: 1000 روپے

القرآن الفی دو سائز میں دستیاب ہے
1۔ بڑا سائز 12 x 11.5 ہدیہ: 2000 روپے
2۔ چھوٹا سائز 11.5 x 9 ہدیہ: 1000 روپے

الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور
فون نمبر 7231387 - 042-7230777